مدارس میں سالانہ داخلوں کا نظام

مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان

ہر سال شوال کے مہینے میں پورے پاکستان کے دینی مدارس اپنے نئے داخلوں کے سلسلے میں مشغول رہتے ہیں، دینی مدارس کے طلباء اپنی سالانہ چھٹیوں کے موقع پر، اپنے آئندہ تعلیمی سال کے لئے فیصلہ کر چکے ہوتے ہیں کہ وہ اگلے سال اپنا تعلیمی داخلہ کس مدرسہ میں کریں گے۔ چنانچہ پورے ملک کے طول وعرض میں یہ طلباء اپنے نئے داخلے کے لئے سفر کرتے ہیں۔ یوں تو ہر مدرسہ، دار العلوم اور جامعہ ہر سال نئے داخلے کرتا ہی ہے اور اس میں طلباء آتے ہی ہیں لیکن بالخصوص پشاور، اکوڑہ خٹک، لاہور، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی، اسلام آباد اور کراچی خاص طور پر طلباء کا مرکز ہوتے ہیں، ان شہروں میں اور ان کے علاوہ بہت سی جگہوں پر چونکہ ہمارے ملک کے بڑے ادارے قائم ہیں، اس لئے طلباء ان کی طرف فوج در فوج آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ان میں وہ طلباء بھی ہیں جو اپنے گذشتہ سال والے مدرسہ میں اپنے اگلے مرحلۂ تعلیم میں داخلے کے لئے آتے ہیں۔ وہ طلباء بھی ہوتے ہیں جو اب اپنے آگے کے مرحلۂ تعلیم کے لئے کسی دوسرے ادارے کا انتخاب کرتے ہیں اور ان میں وہ طلبا بھی ہوتے ہیں جو پہلی مرتبہ کسی دینی مدرسے میں داخلے کے لئے آتے ہیں۔ طلباء کی اس موقعہ پر گہما گہمی کو دیکھ کر مدارس کے نظم ونسق اور ماحول سے لوگ بہت متاثر ہوتے ہیں اور یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ان سالانہ داخلوں کے موقع پر بغیر کسی لمبے چوڑے اعلانات کے اور بغیر کسی ترغیبی مہمات کے طلبا کا اس قدر غیر معمولی تعداد میں مدراس دینیہ کی طرف رجوع کرنا، محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت ہی کہی جاسکتی ہے جس طرح حکومتی ادارے مدارس کے خلاف ناجائز پروپیگنڈہ کررہے ہیں ان کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیے کہ مدارس میں طلباء کی آمد ختم ہوجائے، مدارس بند ہوجائیں، مدارس کی طرف عوام کا رجوع نہ رہے، لیکن صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ مدارس ہر سال ہزاروں طلباء کو داخلوں کے موقع پر واپس کرتے ہیں اور اپنی گنجائش سے کہیں زیادہ طلباء کو داخل کرتے ہیں یہ عوام کا دینی مدارس پر اعتماد کا بہت بڑا اظہار ہے۔

واضح ر[illegible] نئے آنے والے طلباء میں ایک بڑی تعداد ان طلباء کی بھی ہے جن کے والدین یا سرپرست حضرات حکومتی [illegible] طلباء میں وہ نئے آنے والے طلبا بھی شامل ہوتے ہیں جنہوں نے مڈل

میٹرک، انٹر، بی اے یا سائنس میں میٹرک، ایف ایس سی، بی ایس سی یا بی کام تک دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی ہوتی ہے یہ سب لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ حکومتی ادارے دینی مدارس کے خلاف جو جھوٹا پروپیگنڈا کر رہے ہیں وہ مدارس کی ساکھ کو تو کیا متاثر کریں گے بلکہ اس سے خود حکومتی اعتماد لوگوں میں متاثر ہوتا ہے عوام یہ خیال کرتے ہیں کہ جو حکومت ان دینی خدمات کو انجام دینے والے مدارس کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر رہی ہے وہ قابل اعتماد کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کا بعض اوقات یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اگر حکومت بعض موقعوں پر سچ بھی بولتی ہے تو عوام حکومت سے بے اعتمادی کی وجہ سے اسے پھر بھی جھوٹا سمجھتے ہیں، ہماری اس بات کی تصدیق راستے پر چلنے والے ہر شخص سے کی جا سکتی ہے۔

مدارس دینیہ میں داخلے کے لئے عام طور پر دو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں:

۱- اگر طالب علم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات میں شرکت کی ہے اور اس کی مارک شیٹ (کشف الدرجات) یا اس کی کسی مرحلے کی سند (سرٹیفکیٹ) اس کے پاس موجود ہے تو اس کا داخلہ اگلے مرحلے میں کر دیا جاتا ہے جب کہ ملک کے بعض مشہور مدارس میں داخلے کا نظام ذرا سا طویل اختیار کیا جاتا ہے۔ پہلے مرحلے میں تحریری کا ٹیسٹ ہوتا ہے، پھر تجوید اور قرأت قرآن کا ٹیسٹ ہوتا ہے، پھر طالب علم کی اہلیت کو مزید جانچنے کے لئے اس کے پاس موجود دستاویزات کو دیکھا جاتا ہے جس میں سابقہ مدرسے کا اخلاقی سرٹیفکیٹ پہلے پاس کردہ امتحان کی مارک شیٹ اور سند کو چیک کرنے کے بعد طالب علم کو تقریری امتحان کے لئے پیش ہونا پڑتا ہے اس درجے کی کم از کم دو اہم کتابوں کے تقریری امتحان کے لئے پیش ہونا پڑتا ہے۔ جب کہ آج کل مدارس میں شناختی کارڈ غیر ملکی طالب علم ہونے کی صورت میں تعلیمی ویزے کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس سارے امتحانی عمل میں تین سے چار دن کا وقت مختلف مراحل میں صرف ہوتا ہے۔

۲- ملک کے بعض دور دراز علاقوں میں واقع مدارس بسا اوقات وفاق المدارس کے امتحان کے نتیجے میں حاصل کردہ دستاویزات کو طالب علم کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور مزید کوئی امتحان وغیرہ وہاں نہیں ہوتا جب کہ بعض مدارس میں صرف تقریری امتحان کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے اور اس میں پاس ہونے کے بعد طالب علم کا داخلہ یقینی قرار پاتا ہے۔

مدارس کے داخلے کے سلسلے میں ہماری گزارش اہل مدارس سے یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے مدرسے میں طلباء کی کتنی گنجائش موجود ہے، دار الاقامہ میں کتنے کمرے ہیں، ان میں کتنے طلباء آسکتے ہیں درسگاہوں کی کیا نوعیت ہے اور ان میں کتنے طلباء آسکتے ہیں، اساتذہ کی استعداد اور صلاحیت کتنی ہے، وہ کن درجات تک اسباق پڑھا سکتے ہیں خود مدرسے کے وسائل کس حد تک اخراجات کو پورا کرنے میں ساتھ دے سکتے ہیں؟ ان ساری باتوں کو داخلہ پالیسی تشکیل دیتے وقت مدنظر رکھنا چاہیے۔

اسی طرح طلباء کے داخلے کو سرسری انداز میں لینا، یہ بھی صحیح نہیں۔ بلکہ داخلے کا طریقہ کار کیا ہو؟ داخلے کے امور کے ذمہ دار اساتذہ کون کون ہوں گے؟ طلبا کی تعلیمی استعداد کے لئے لیا جانے والا تقریری وتحریری امتحان کب ہوگا؟ طلبا کی اخلاقی حیثیت کو جانچنے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا؟ طالب علم ماضی میں جہاں پڑھتا رہا، اس کے بارے میں واقفیت اور معلومات کا ذریعہ کیا ہوگا؟ یہ وہ امور ہیں جن پر منتظمین مدارس کو غور کرنے کی انتہائی شدید ضرورت ہے۔

طلبا کا مدارس دینیہ میں آنا یقیناً بڑی خوشی کی بات ہے یہ رجوع سال بہ سال زیادہ ہو رہا ہے اور اس سے دینی مدارس کی شہرت اور ان کی نیک نامی میں اضافہ ہو رہا ہے یہ بھی اچھی بات ہے۔ لیکن اس سے اہم بات یہ ہے کہ ان طلباء کی بہت بڑی ذمہ داری تعلیم وتربیت اور اخلاق کے حوالے سے مدارس کے کندھوں پر آتی ہے۔

ظاہر ہے جب مدارس ان طلبا کو دن رات اپنے یہاں رکھتے ہیں تو پھر یہ انتہائی ضروری ہے کہ مدارس میں ان کی تعلیم وتربیت اور اخلاقیات کے حوالے سے چوبیس گھنٹے کا ایک مکمل نظام موجود ہو، ان ذمہ داریوں کا چونکہ براہ راست تعلق طلبا سے ہے اور وہ اس محنت کا ایک حصہ ہیں اس لئے داخلے کے موقع پر طلبا کی تعلیمی اور اخلاقی حیثیت کا جائزہ اور اس کی فکر کرنا ایک اہم امر قرار پائے گا۔ چونکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ وہ طلبا جو سنجیدگی سے، کامل توجہ سے، پوری یکسوئی کے ساتھ تعلیم کے عمل کو اختیار نہیں کرتے، بلکہ لاأبالی پن، محنت سے گریز، اساتذہ کی نافرمانی، مدرسے کے قواعد کی خلاف ورزی جیسی مذموم صفات ان میں موجود ہوں، تو ایسے طلبا مدارس میں آکر فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

مدارس میں داخلے کے موقع پر یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ طالب علم کے سرپرست اور ذمہ دار سے بھی منتظمین مدرسہ کی ملاقات ہو اور وہ اس بات کا یقین دلائیں کہ مذکورہ طالب علم ان کا بیٹا یا عزیز ہے اور براہ راست ان کی سرپرستی میں ہے۔ ان کی طرف سے یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ یہ طالب علم ان کی اجازت سے اس مدرسے میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخلہ لے رہا ہے اور اس سلسلے میں وہ وعدہ کریں کہ موقع بہ موقع مدرسے میں حاضر ہوکر، اپنے اس طالب علم کی تعلیمی واخلاقی کیفیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔ چنانچہ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ جن طلبا کے ذمہ داران نے اپنے طالب علم کے بارے میں اس ذمہ داری کا مظاہرہ کیا تو ان طالب علموں کی تعلیمی اور اخلاقی کیفیت دوسروں کے مقابلے میں بہتر رہی۔

اسی طرح داخلے کے موقع پر طالب علم سے ایسا حلف نامہ لینا بھی ضروری ہے جس میں یہ صراحت ہو کہ مذکورہ طالب علم مدرسے میں اپنی تعلیمی سرگرمیوں پر پوری توجہ مرکوز رکھے گا، اساتذہ کا ادب اور احترام کرے گا، اپنے مدرسے کے قواعد اور قوانین کی مکمل پاسداری کرے گا اور دوران قیام مدرسے میں اپنی تعلیمی سرگرمی کے علاوہ ایسی غیر نصابی

سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے گا، جن سے اس کی تعلیم وتربیت پر منفی اثرات مرتب ہوں۔ یہ حلف نامہ طالب علم کو اپنے مقاصد واہداف کو متعین کرنے میں یقیناً مددگار رہوگا اور وہ ہمیشہ دوران قیام مدرسے میں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھے گا کہ وہ یہاں کچھ وعدے کرکے آیا ہے۔

تعلیمی سال کے آغاز میں داخلے کے لئے آنے والے طلبا کو شرائط وقواعد داخلہ میں بے جا رعایت دینا انتہائی مضر ہے۔ مثلاً ایک طالب علم اپنے گزشتہ سالانہ امتحان میں فیل ہوگیا ہے، اسے اگلے سال اگلے درجے میں داخلہ دینا یا ایک طالب علم بداخلاق ہے، بدتمیز ہے، اسے مسلسل آگے بڑھاتے رہنا یا ایک طالب علم داخلہ امتحان میں فیل ہوگیا ہے لیکن اسے نظر انداز کرکے پاس کردینا، یہ اپنی ذمہ داریوں سے بددیانتی کا ارتکاب کہلائے گا۔ یقیناً مدارس دینیہ ملک میں ایک صالح معاشرے کو قائم کرنے کے لیے محنت کررہے ہیں، مدارس کا مقصد علوم دینیہ کی اشاعت اور ان کا تحفظ ہے، اس لئے ہر وہ عمل جو ہمارے ان متعین اہداف میں خلل اندازی کا سبب بنے، اس کا سدِ باب کیا جائے۔

مدارس عربیہ کے ذمہ داران سے ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ ہر سال ہر طالب علم کا ایک ایسا تصدیق نامہ ضرور جاری کریں، جس میں طالب علم کے بارے میں دو باتوں کی صراحت موجود ہو، (۱) طالب علم کا تعلیمی معیار کیا ہے؟ (۲) اس کی اخلاقی کیفیت کیسی ہے؟

اور یہ تصدیق نامہ ہر طالب علم کو، اسکے سالانہ امتحانات کے موقع پر رخصت ہوتے وقت دے دیا جائے، اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر یہ طالب علم کسی نئے مدرسے میں داخلے کے لئے جائے تو اس کے پاس اپنی تعلیمی اور اخلاقی کیفیت کے لئے تحریری ایک ثبوت موجود ہوگا۔ دوسرا فائدہ اس تصدیق نامہ کا یہ ہوگا کہ یہ طالب علم اپنی تعلیمی اور اخلاقی کیفیت سے خود بھی باخبر رہے گا اور اس کے والدین کو بھی اس کی اطلاع ہوسکے گی اور یقیناً وہ اپنی اصلاح بھی اس کے نتیجے میں کرسکے گا۔

دوسری گزارش اہل مدارس سے یہ ہے کہ وہ جہاں طلبا کی تعلیمی حیثیت کو جانچنے کا اہتمام کریں، وہاں وقتاً فوقتاً ان کی اخلاقی ودینی کیفیت کے بارے میں ضرور جان کاری حاصل کریں، جس کا طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ مدرسے میں داخل ہونے والے تمام طلبا کا ایک یا دو استاد انٹرویو لیں، جس میں طلباء سے مختلف سوالات کئے جائیں جس سے یہ بات واضح ہوسکتی ہے کہ ان کی اخلاقی ودینی نوعیت کیا ہے؟ بعض بڑے جامعات میں طلبا کے جائزے کے نام سے یہ سلسلہ جاری ہے، اساتذہ کو دو چار طلبا کے انٹرویو کرنے سے خود اپنے لئے راہ متعین کرنی آسان ہوجائے گی، پھر آپس میں مزید مذاکرہ کرکے اس کو اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ تاکہ مدارس میں دینی تعلیم کے لئے آنے والے طلبا حقیقتاً اسلامی علوم کے امین قرار پائیں اور انہیں وارثان علوم نبویہ کا مصداق قرار دیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔